جمع کردہ حضرت خواجہ نوربخش صاحبؒ پھلن شریف
ارسال کردہ: محمد عبدالرشید خلیفہ حضرت مولانا عبدالغفور عباسیؒ

ملفوظات

حضرۃ خواجہ محمد فضل علی شاہ قریشی نقشبندی مجددی مسکین پوریؒ

★ ★ ★

طالب حق کیلئے استقامت کا ہونا ضروری ہے۔

فرمایا ؎ اے پسر راہ شریعت پیش گیر
زود تر ترک ہوائے نفس گیر

افسوس! غفلت نے تم کو گھیر رکھا ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے آزادی کا کوئی پروانہ حاصل کر لیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ پروانہ مجھے بھی تو دکھاؤ اگر ایسا نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت نہ برتو۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

غور کا مقام ہے کہ ہمارے ہادی معصوم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، یتیم ابو طالب محبوب کبریا تو ساری ساری رات نوافل پڑھتے، اللہ تعالیٰ کو اتنا یاد کرتے کہ آپ کے پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔ محبوبؐ کو تو اتنا خدا تعالیٰ کا خوف ہے۔ اور آپ کی امت اتنی غافل ہے۔ کہ عبادت کی پرواہ نہیں۔ حضور علیہ السلام جو کی روٹی کھا کر ساری رات عبادت کرتے اور اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگتے۔ مگر افسوس امت کا حال یہ ہے کہ مرغن غذائیں کھاتی ہے، سونے کے لئے عمدہ بستر ہے اور پلنگ ہیں۔ باوجود ان انعامات کے نوافل پڑھنے کا ذکر تو درکنار پنجگانہ فرض نمازیں بھی ادا نہیں کرتی۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات تم پر بیشمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھیڑ بکری وغیرہ تمہارے لئے حلال کر دی، تم گنہگار ہو، انہیں ذبح کر کے کھاتے ہو۔ اس جہان کی سب چیزیں تمہاری خاطر بنائیں۔ اپنی نعمتوں کے طرح طرح کے خزانے تم کو عطا فرمائے۔ مگر تم ان نعمتوں کا حق ادا نہیں کرتے۔

اگر تم کو کوئی شخص ایک لاکھ روپیہ دے اور کہے کہ اس کے عوض تم ایک آنکھ نکال کر اسے دے دو۔ تو تم ایسا کرنے کے لئے تیار نہ ہو گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے

تمہیں دو قندیلیں (آنکھیں) عطا فرمائیں۔ رات دن ان سے تم دیکھ رہے ہو۔ ان میں تیل ڈالنے کی ساجت نہیں، بلاقیمت اور بلا محنت یہ تم کو ملی ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ کو تم نے کوئی رقم دی ہے۔؟ اے عاجز اور کمزور انسان! تیرا سارا وجود خدا تعالیٰ کے احسانوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگر تیری عمر حضرت نوح علیہ السلام کی عمر جتنی بھی ہو تو تُو اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

ایک مثال بیان کرنے سے تمہیں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اندازہ لگ جائے گا۔ دیکھو اگر کوئی شخص تمہاری گردن پکڑلے اور تمہیں ہلاک کرنے کا قصد کرے۔ تو تم اپنی جان بچانے کے لئے سب مال واسباب دینے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔ اہل وعیال بھی دینے سے دریغ نہ کرو گے۔ سب کچھ دیکر اپنی جان بچانے کی فکر کرو گے کہ کسی طرح میری جان بچ جائے۔ لہذا دنیا کا سب مال ایک سانس کی قیمت ٹھہری۔ رات دن میں تم چوبیس ہزار بار سانس لیتے ہو۔ اب انہیں کیوں مفت میں ضائع کرتے ہو۔ ہر سانس بڑی قیمت والی چیز ہے۔ اس قیمتی متاع کو انسان خرچ کر رہا ہے۔ اگر ہر سانس قیمتاً خریدتا تو قدر جانتا کہ یہ کتنی گراں بہا نعمت ہے۔ بزرگانِ دین ایک ایک سانس کے ساتھ چار بار شکر کرتے ہیں اور ہر سانس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسے ذکر الٰہی سے خالی نہیں جانے دیتے۔ سانس کی قدر بزرگانِ دین نے سمجھی ہے۔ ایک ایک سانس میں چار چار مرتبہ اللہ اللہ کر لیتے ہیں۔

کیا تم سے اللہ تعالیٰ سوال نہیں کرے گا۔

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ○ پھر اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

کیا تم نے یہ آیت قرآن مجید میں نہیں پڑھی ــــ تم قرآن مجید کی عظمت اور قدر سے غافل ہو۔ دو موقعوں پر تم اسے ہاتھ لگاتے ہو۔ ایک قسم اٹھاتے وقت چور نے جوتا چرایا اسے بھوسے میں چھپا رکھا ہے۔ اور ایک جوتے کے لئے قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر جھوٹی قسم اٹھا رہا ہے کہ میں نے جوتا نہیں چرایا۔ دوسرا تمہارا جب کوئی عزیز مرتا ہے تو ملاں تھوڑی رقم لے کر مردے کو ایمان دے دیتا ہے۔ ملاں اس طرح قرآن کی قدر نہیں کرتا۔

قرآن گھر میں طاقچہ میں رکھا ہوا ہے اس پر مٹی جم رہی ہے۔ مگر گھر والا اسے ہاتھ نہیں لگاتا۔ اپنی عورت کے حیض بھرے کپڑے تو صندوق میں رکھتا ہے۔ ہفتہ وار انہیں دیکھتا ہے، دھوپ میں رکھتا ہے، تاکہ کسی کپڑے کو کیڑا نہ کھا جائے۔ افسوس تیری ان مسلمانی پر۔ جیسا تو برباد ہوا ہے ایسا اور کوئی نہیں ہوا۔ نہ تو مسجد میں جاتا ہے۔ اور نہ ہی قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے۔ یہ دونوں تجھے بددعا

دے رہے ہیں۔ قیامت کے دن یہ دونوں تیری شکایت کریں گے۔ بھلا بتاؤ کس کا حق ہے فریاد کرنے کا۔؟ کیا مسجد تم کو آنے نہیں دیتی یا تم مسجد میں نہیں جاتے۔؟ کیا قرآن شریف تم خود نہیں پڑھتے یا قرآن کریم تم کو پڑھنے نہیں دیتا۔؟ اب بتاؤ کون فریاد کرے گا اور کس کی فریاد سنی جائے گی۔ اس وقت تمہارا کوئی عذر نہ چل سکے گا۔

جس وقت کوئی مصیبت آتی ہے یا مرض لاحق ہو جاتا ہے تو اس وقت تو مسجد کیطرف بھاگتا ہے منافقانہ سبب مصیبت ٹل گئی یا مرض سے شفا حاصل ہو گئی۔ تو بیوی اپنے مرد کو سے کر "سخی سرور" کی قبر پہ جاتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا نام بھول جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام یاد نہیں رہتے، کہتے ہیں:

"اے سخی سرور! فلاں مصیبت یا بلا تو نے ٹالی ہے۔"

لوگ تھوڑا سا ذکر کرکے ترقی کے خواہاں ہیں۔ ذکر فکر مداری کا تماشہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط وان اللہ لمع المحسنین۔ (العنکبوت آیت ۶۹)	اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

لہٰذا تم کوشش کرو، راستہ کھل جائے گا۔ آج کل تو بہت آسان کام ہے۔ پہلے وقت کے مشائخ بہت محنت کراتے تھے، محنت کرتے کرتے جب کسی کا قلب ذکر میں شاغل ہو جاتا تو وہ بڑے مشائخ میں سے گنا جاتا تھا۔

کوئی شخص زراعت کرتا ہے اگر ایک فصل نہیں ہوتی تو کیا وہ زراعت کرنا چھوڑ دیتا ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ وہ اس میں پہلے سے زیادہ محنت کرتا ہے۔ دہقان بھی اتنی عقل رکھتا ہے کہ خراب زمین میں زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تم بھی ذکر اذکار میں زیادہ محنت کرو۔ ذکر میں ثمرات کے طالب نہ بنو، مقصود رضائے الٰہی ہے۔ مرتے دم تک طلب نہ چھوڑو۔

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ (الحجر آیت ۵۱)	اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے۔

گر نشاید بدوست رہ بردن	شرط عشق است در طلب مردن
اوحدی سی سال سختی دید	تا شبے روئے نیک بختی دید

حضرت امام ربانی صاحب فرماتے ہیں : "ما فضلیانیم در طریقہ، ما محروی نیست آخر خواہند داد"
کسی کو قبر میں فیض پہنچتا ہے۔ کسی کو آخرت میں پہنچیگا۔ یہ طریقہ بڑے فیض والا ہے۔ اس طریقہ کا پیرو محروم نہیں رہتا۔ آپ استقامت حاصل کرو۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو۔ اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ استقامۃ کرامت سے بڑھ کر ہے۔

ہمارے حضرت فرماتے ہیں : ما برائے استقامت آمدیم
نے پئے کشف و کرامت آمدیم

آپ کشف و کرامت کے طالب نہ بنو۔ ذکر و اذکار میں کوشش کرو۔ اور اس میں استقامت حاصل کرو۔

حضرت ابوبکر شبلیؒ حضرت جنیدؒ کی خدمت میں گئے۔ سارا سال خدمت میں رہے۔ حضرت شیخ نے آپ سے کچھ نہ پوچھا۔ ایک سال کے بعد پوچھا کہ اسے لڑکے کہاں سے آئے ہو۔ تو آپ نے جواب دیا: شبلی سے۔ اس سے زیادہ حضرت شیخ نے کلام نہ فرمایا جب دوسرا سال گزر گیا تو دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے۔؟ آپ نے فرمایا حضرت میرا نام ابوبکر ہے۔ جب تیسرا سال گذر گیا تو آپ نے پوچھا کہ میرے پاس آنے کا کیا مقصد ہے۔؟

حضرت ابوبکرؒ نے عرض کیا کہ حضرت اللہ تعالیٰ کا نام پوچھنے آیا ہوں۔ لہذا تین سال کے بعد حضرت جنیدؒ نے مہربانی فرمائی۔ دیکھئے تین سال میں حضرت شیخؒ نے تین کلمات فرمائے اس سے حضرت شبلیؒ کی استقامت کا اندازہ لگائیے کہ تین سال حضرت شیخ نے کوئی کلام آپ کے ساتھ نہ کی۔ مگر آپ اسی خیال میں مطمئن رہے کہ حضرت شیخ کسی نہ کسی وقت ضرور توجہ کرم فرمائیں گے۔ آپ نے اپنی خوش اعتقادی میں سر مو جتنا بھی فرق آنے نہ دیا۔

آج کل تو حالات بالکل برعکس ہیں۔ لوگ بزرگ کی خدمت میں آکر کہتے ہیں۔ حضرت!

جلدی کرو۔ فیض دو۔ آج ہی مجھے گھر واپس لوٹنا ہے۔ دوسرا ساتھ یہ بھی بتلاتا ہے کہ حضرت میں نے بہت بزرگ ڈھونڈے ہیں۔ تیسری بات یہ کہتا ہے کہ مجھے جذبہ بھی آج ہی ہو جائے اور میری گھر والی میرے اوپر مہربان رہے۔

چوتھی عرض یہ بھی ہے کہ مجھے دنیاوی مال و اسباب فراوانی سے ملے۔ پانچواں سوال یہ ہے کہ مجھے کوئی "مسخرات" کا وظیفہ بھی بتلا دیجئے۔ مگر حضرت جلدی فرمائیں کیونکہ مجھے گھر جانا ہے۔ یہ ہے اس زمانے کے لوگوں کا حال۔ اگر انہیں "ذکر الٰہی" بتایا جاتا ہے۔ تو جواب دیتے ہیں۔ کہ ذکر کرنے کی مجھ سے ہمت نہیں ہو سکتی۔ مجھ سے ذکر و فکر نہیں ہو سکتا۔ آپ ہی کایا پلٹ دیں۔ وہ بھی سب کچھ ایک بار ہی کر دیں۔ بھلا بتاؤ ایسے مرید کو شیخ کیسے فیض یاب کر سکتا ہے وہ کوئی اسرافیل تو نہیں کہ ایک پھونک مار دے۔ عجلت ایسی ہے کہ ابھی معراج کی تیاری ہے۔ مگر محنت کرنے کو تیار نہیں۔ صرف یہ تمنا ہے کہ شیخ ایک پھونک مارے اور سب کچھ حاصل ہو جائے۔ بھلا بتاؤ مسافر کو اگر راستہ بتا دیا جائے اور وہ اس پہ گامزن نہ ہو تو ایسا کم ہمت مسافر منزلِ مقصود پر کیسے پہنچے گا۔ لوگوں کے دلوں میں کیسے غلط خیالات جم گئے ہیں۔

ہمارے بزرگوں کی ہمتوں کا حال دیکھئے۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضرت عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں تین برس تک رہے۔ اس طویل عرصے میں حضرت شیخؒ نے اتنا بھی نہ پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ مگر حضرت معین الدینؒ کی استقامت رنگ لائی اور تین سال کے بعد حضرت شیخؒ نے مہربانی فرمائی۔ اس طرح کے بہت سے بزرگوں کے احوال ہیں۔

طالب میں طلب کا مادہ ہونا چاہیئے، طلب ہو تو مطلوب ملتا ہے ؎

آب کم جو تشنگی آور بدست
تا بیاید آبت از بالا و پست

کوشش کرو، اللہ تعالیٰ کے راستے میں محنت کرو۔ حضرت باقی باللہؒ رات کو مراقبہ میں بیٹھتے تو صبح ہو جاتی۔ صبح کو فرماتے افسوس رات چھوٹی ہے۔ سچ ہے ؎

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

فرمایا: طالب کو لوگوں کی ملامت سے نہ ڈرنا چاہیئے۔ ذکر اذکار میں لگے رہنا چاہیئے۔ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (المائدہ ۵: ۵۴) اور وہ ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے۔

لوگوں کے کہنے سننے میں آکر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ چھوڑنا چاہیئے۔ جذب ہو جائے تو بند نہ کریں۔ اور مشت سے کم داڑھی کبھی نہ کٹانی چاہیئے۔

تہجد کی نماز دو دو رکعت پڑھے۔ اوّل رکعت میں بارہ مرتبہ قل شریف پڑھے۔ دوسری رکعت میں گیارہ بار۔ اسی طرح ہر رکعت میں ایک ایک قل شریف کم کرتا جائے حتیٰ کہ بارھویں رکعت میں ایک بار قل شریف پڑھے۔ بعض یوں بھی پڑھتے ہیں کہ پہلی رکعت میں ایک بار قل شریف پڑھتے ہیں۔ دوسری رکعت میں دوبار، علیٰ ہذا القیاس بارھویں رکعت میں بارہ مرتبہ پڑھتے ہیں۔ مگر اس سے پہلا طریقہ بہتر ہے۔ مگر ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ اچھا تو یہ ہے۔ کہ تین دل اکٹھے ہو جائیں ذات کا دل، مومن کا دل اور قرآن حکیم کا دل یعنی سورۃ یٰسین پڑھے۔

پہلے لوگوں میں دین کی بڑی محبت تھی، ایک دفعہ خلیفہ بغداد کی ماں نے کہا کہ اے فرزند تیرا ملک عنقریب غرق ہونے والا ہے۔ خلیفہ نے پوچھا اماں کیوں۔ ماں نے کہا کہ بیٹا آج تیرے محلہ والی مسجد میں صرف ستر عورتیں تہجد نماز پڑھنے آئیں۔ جلد انتظام کرو۔ دوسری عورتیں کیوں نہیں آئیں۔ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے۔ فرمایا: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط۔ (عنکبوت۔ ۶۹) جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے۔

جو کوئی اللہ تعالیٰ کے راستے میں قدم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ہادی بن جاتا ہے۔ آپ ذکر کریں ضرور فائدہ ہوگا۔ فرمایا: بھرے ہوئے برتن کو کون بھر سکتا ہے۔ وہ تو پہلے ہی بھرا ہوا ہے۔ خالی برتن کو بھرتے ہیں۔ جب تک طالب کا دل فخر و غرور اور انانیت سے خالی نہ ہو۔ اور گداگر بن کر نہ آئے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اوّل طلب شرط ہے۔ ع آب کم جو تشنگی آور بدست

حکیم بھی بیمار کو دوا دیتا ہے۔ لوگ دنیا کے واسطے قسطنطنیہ تک مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لئے جاتے ہیں۔ دنیا کے واسطے دین، ایمان اور جان ضائع کرتے ہیں اتنا لمبا سفر صرف دنیا کے واسطے کرتے ہیں۔ مگر اس وقت کے طالبانِ خدا تعالیٰ کو دو میل چل کر کسی بزرگ کی خدمت میں جانا دو سو کوس نظر آتا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ (طٰہٰ۔ ۴۷) اور سلامتی اس کے لئے ہے جو سیدھی راہ پر چلے۔

■■

دیرینہ پیچیدہ جسمانی روحانی امراض کے خاص معالج

جمال شفاخانہ رجسٹرڈ

نوشہرہ صدر

دہلی روڈ لاہور کینٹ